السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اسلام کی کیا تعریف ہے اور ایمان واسلام میں کیا فرق ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسلام اپنے عمومی معنیٰ میں یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی عبدات، جو اس نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے مشروع فرمائی ہیں، سر انجام دینا" اسلام ہے۔ چنانچہ وہ ہدایت اور حق جو سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کے بعد سیدنا موسیٰ، عیسیٰ اور امام الحنفاء ابراہیم علیہم السلام (اور پھر محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم) لائے، سبھی اللہ کا دین اسلام ہے جیسے کہ بے شمار آیات قرانیہ میں ان کا ذکر آیا ہے۔ اور اپنے خاص معنیٰ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد، وہ حق وہدایت قبول کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کے آئے ہیں، اسلام ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے سابقہ تمام ادیان منسوخ ہو چکے ہیں۔ تو جو آپ کا مطیع فرمان ہوا مسلمان ہے اور جس نے آپ کی نافرمانی اور مخالفت کی وہ غیر مسلم ہے۔ کیونکہ ایسے آدمی نے اللہ اور اس کے رسول کے لیے سر تسلیم خم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی خواہش نفس کے تابع ہوا ہے۔ بالفرض یہودی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دور میں، نصاریٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مسلمان تھے، مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جب انہوں نے ان کا انکار کر دیا تو مسلمان نہ رہے۔ اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہود ونصاریٰ آج جس دین کے پیرو ہیں وہ صحیح دین (یا دین اسلام) ہے، یا اللہ کے ہاں مقبول وپسندیدہ ہے یا ان کا دین، اسلام کے برابر ہے۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر اور دین اسلام سے خارج ہے۔

کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسلـٰمُ ... ١٩ ... سورة آل عمران

''اللہ کے ہاں (مطلوب وپسندیدہ) دین ''اسلام'' ہی ہے۔''

اور فرمایا:

وَمَن يَبتَغِ غَيرَ الإِسلـٰمِ دينًا فَلَن يُقبَلَ مِنهُ ... ٨٥ ... سورة آل عمران

''جس نے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرنا چاہا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔''

ان آیات میں جس "اسلام" کا ذکر کیا گیا ہے، یہ وہ خاص اسلام ہے، جس کا اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر احسان فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

أَكمَلتُ لَكُم دينَكُم وَأَتمَمتُ عَلَيكُم نِعمَتى وَرَضيتُ لَكُمُ الإِسلـٰمَ دينًا ... ٣ ... سورة المائدة

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا ہے۔''

یہ صریح نص ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد اس امت کے علاوہ اور کوئی امت اسلام پر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ جو بھی کوئی دین اللہ عزوجل کو پیش کریں گے تو وہ قبول نہیں ہوگا اور نہ قیامت کے دن انہیں اس کا کوئی فائدہ ہوگا۔ اور ہمارے لیے بھی حلال نہیں کہ ان کے دین کو صحیح و مستقیم دین سمجھیں۔ لہذا جو لوگ یہود ونصاریٰ کو اپنے بھائی قرار دیتے ہیں یا ان کے دین کو بھی درست سمجھتے ہیں بہت بڑی غلطی کرتے ہیں۔

جب ہم نے یہ کہا کہ "اسلام اللہ تعالیٰ کی مشروع کی ہوئی عبادات بجا لانے کا نام ہے" تو یہ اس بات کو مستلزم ہے کہ آدمی ظاہری اور باطنی طور پر اسی کا مطیع فرمان ہو اور اسی کے لیے سر تسلیم خم کرے اور یہ تعریف دین کی تمام جوانب عقیدہ، قول اور عمل سب کو محیط ہے۔

لیکن اگر اسلام اور ایمان کو اکٹھے ذکر کیا جائے تو اسلام سے ظاہری اعمال مراد ہوتے ہیں، یعنی زبان سے بولنا اور اعضاء سے عمل کرنا اور ایمان سے مراد باطنی اور اعمال قلوب، جسے ہم عقیدہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس فرق پر یہ آیت کریمہ دلیل ہے:

قالَتِ الأَعرابُ ءامَنّا قُل لَم تُؤمِنوا وَلـٰكِن قولوا أَسلَمنا وَلَمّا يَدخُلِ الإيمـٰنُ فى قُلوبِكُم ... ١٤ ... سورة الحجرات

''دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ انہیں کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم نے تسلیم کرلیا اور مطیع ہوگئے ہیں اور ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔''

سیدنا لوط علیہ السلام کے قصہ میں ہے:

فَأَخرَجنا مَن كانَ فيها مِنَ المُؤمِنينَ ٣٥ فَما وَجَدنا فيها غَيرَ بَيتٍ مِنَ المُسلِمينَ ٣٦ ... سورة الذاريات

''ہم نے ان کی بستی میں سے اہل ایمان کو نکال لیا اور ہم نے اس میں ایک گھر کے علاوہ کسی کو مسلمان نہیں پایا۔''

یہاں اہل ایمان اور اہل اسلام میں فرق کیا گیا ہے۔ اس بستی میں ظاہری طور پر مسلمان گھرانہ صرف ایک ہی تھا، اور اس میں لوط علیہ السلام کی بیوی بھی تھی جس نے کفر کر کے آپ کی خیانت کی تھی جبکہ درحقیقت یہ کافرہ تھی۔ مگر جنہیں نکالا گیا اور انہوں نے نجات پائی وہ خالص مومن تھے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل ہوچکا تھا۔

علاوہ ازیں مذکورہ بالا فرق کی دلیل کے، ایک دلیل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی معروف روایت ''حدیث جبریل'' بھی ہے۔ اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام اور ایمان کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے اسے اسلام کی تعریف میں ظاہری اعمال بیان فرمائے:

الِاسلام اَن تشهد اَن لااله اِلا الله واَن محمدا عبده ورسوله، و تقيم الصلاة، وتوتي الزكاة، وتصوم رمضان، وتحج البيت

اور ایمان کے متعلق باطنی امور بیان فرمائے یعنی

(اَن توَمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر،وتوَمن بالقدر خيره وشره" (صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب سوَال جبريل النبى..، حديث:50 و صحیح مسلم: كتاب الايمان، باب بيان الايمان والاسلام، حديث:1"

الغرض! جب عمومی طور پر "اسلام" کا ذکر ہوتا ہے تو یہ پورے دین کو محیط اور شامل ہوتا ہے، جس میں ایمان بھی لازما شمار ہے۔ مگر جب ایمان کے ساتھ ملا کر استعمال ہو تو اسلام سے مراد ظاہری اعمال ہوتے ہیں، یعنی زبان سے بولنا اور اعضاء سے عمل کرنا اور ایمان سے مراد اعمال قلوب اور باطنی امور ہوتے ہیں۔

هذا ما عندي والله اَعلم بالصواب

احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا

صفحہ نمبر 32

محدث فتویٰ